سوال

میرے اور بیوی کے مابین مال کے بارہ میں بہت اختلافات رہتے ہیں وہ مجھ سے ہر وقت اور مہنگی اشیاء کا مطالبہ کرتی رہتی ہے، اور میری مالی حالت اس کی اجازت نہیں دیتے، میں نے شادی سے قبل اسے اوراس کے میکے والوں کو اپنی مالی حالت کے متعلق بھی بتا یا تھا۔ اب میں اور وہ ہمیشہ جھگڑے میں رہتے ہیں وہ مجھے بخیل اور میں اسے فضول خرچ ہونے کا اور مجھ پر طاقت سے زیادہ کا بوجھ ڈالنے کا الزام لگاتا ہوں، اب مجھے اس مشکل میں کیا کرنا چاہیے جو کہ علیحدگی کی نوبت تک جا پہنچی ہے؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں:

بیوی کے حقوق میں سے عظیم حق یہ ہے کہ خاوند اس پر خرچ کرے اور اس کا نفقہ برداشت کرے، اور اس کا نان نفقہ برداشت کرنا بندے کے لیے اللہ تعالی کے قرب اور اطاعت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

نفقہ مندرجہ ذیل اشیاء پر مشتمل ہے:

کھانا پینا، لباس، اور رہائش، اور بیوی اپنے بدن اور اپنی بہتر رونق قائم رکھنے کے لیے جس چیز کی محتاج ہو۔

آپ نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ آپ کی بیوی نفقہ میں کمی کی شکایت کرتی ہے، اللہ تعالی نے یہ بتایا ہے کہ مرد ہی عورتوں پر خرچ کرنے والے ہیں ان کا خرچہ مردوں کے ذمہ ہے، اور اسی وجہ سے انہیں سربراہی و حکمرانی اور ان پر فضیلت حاصل ہے، کہ وہ ان کو مہر دیتے اور ان کا نفقہ برداشت کرتے ہیں۔

اللہ سبحانہ و تعالی نے اسی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں النساء (34)۔

نفقہ کے وجوب پر قرآن و سنت اور اہل علم کا اجماع دلالت کرتا ہے۔

کتاب اللہ سے دلائل:

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان کا روٹی کپڑا ہے جو دستور کے مطابق ہو، ہر شخص اتنی ہی تکلیف دیا جاتا ہے جتنی اس کی طاقت ہو البقرۃ (233)۔

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالی نے کچھ اس طرح ارشاد فرمایا:

اور اگر وہ حمل والیاں ہوں تو ان پر خرچ کرو حتی کہ وہ اپنا حمل وضع کر لیں۔

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی اس کے بہت سے دلائل ملتے ہیں جن میں اہل و عیال اور جو اس کی پرورش میں ہوں کے نفقہ کے واجب ہونے کی دلیل ہے:

جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے ثابت ہے :

جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے دن خطبہ میں فرمایا :

عورتوں کے متعلق اللہ تعالی سے ڈرو کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدی ہیں ، انہیں تم نے اللہ تعالی کی امانت کے ساتھ حاصل کیا ہے ، اوران کی شرمگاہوں کو اللہ تعالی کے کلمہ کے ساتھ حلال کیا ہے ، اوران کا تم پرنان ونفقہ اورلباس ہے اچھے طریقہ کے ساتھ ۔ صحیح مسلم (183/8) ۔

عمرو بن احوص رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :

(عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور میری نصیحت قبول کرو ، وہ تو تمہارے پاس قیدی اوراسیر ہیں ، تم ان سے کسی چیز کے مالک نہیں لیکن اگر وہ کوئی فحش کام اورنافرمانی وغیرہ کریں تو تم انہیں بستروں سے الگ کردو ، اورانہیں مار کی سزا دو لیکن شدید اور سخت نہ مارو ، اگر تو وہ تمہاری اطاعت کرلیں تو تم ان پر کوئی راہ تلاش نہ کرو ، تمہارے تمہاری عورتوں پر حق ہیں اور تمہاری عورتوں کے بھی تم پر حق ہیں ، جسے تم ناپسند کرتے ہو وہ تمہارے گھر میں داخل نہ ہو ، اور نہ ہی اسے اجازت دے جسے تم ناپسند کرتے ہو ، خبردار تم پر ان کے بھی حق ہیں کہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور انہیں کھانا پینا اور رہائش بھی اچھے طریقے سے دو)

اور حدیث میں (عوان عندکم) کا معنی یہ ہے کہ وہ تمہارے پاس قیدی ہیں ۔ سنن ترمذی حدیث نمبر (1163) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1851) امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے ۔

اور معاویہ بن حیدۃ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا :

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر کسی ایک کی بیوی کا حق ہم پر کیا ہے ؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

جب تم خود کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ ، اور جب خود لباس پہنو تو اسے بھی پہناؤ ، اور اس کے چہرے کو بدصورت نہ کہو اور چہرے پر نہ مارو ۔

سنن ابوداود (244/2) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1850) مسند احمد (446/4) ۔

امام بغوی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

خطابی کا کہنا ہے کہ اس میں عورت کے نان ونفقہ اور لباس کا وجوب پایا جاتا ہے ، اور وہ خاوند کی حسب استطاعت وقدرت ہوگا ، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بیوی کا حق قرار دیا ہے تو پھر خاوند چاہے غائب ہو یا حاضر اسے ہر حالت میں دینا ہوگا ، اور اگر اس کے پاس فی الوقت نہیں تو خاوند کے ذمہ واجب حقوق کی طرح یہ بھی قرض شمار ہوگا ، چاہے اسے قاضی خاوند کی غیر موجودگی میں ہی فرض کرے یا نہ کرے ۔ اھ

اور وھب رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما کے غلام نے انہیں کہا کہ میں بیت المقدس میں ایک مہینہ قیام کرنا چاہتا ہوں ، تو انہیں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما کہنے لگے کیا تو نے اس مہینے کا اپنے گھر والوں کو خرچہ دے دیا ہے ؟

اس نے جواب دیا : نہیں ، تو وہ کہنے لگے : اپنے گھر واپس جاؤ اور انہیں ایک ماہ کا راشن دے کر آؤ ، کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :

آدمی کویہی گناہ کافی ہے کہ وہ جس کی کفالت کرتا ہے اسے ضائع کردے ۔ مسند احمد (160/2) سنن ابوداود حدیث نمبر (1692) ۔

اوراس کی اصل صحیح مسلم میں ان الفاظ کے ساتھ ہے :

آدمی کویہی گناہ کافی ہے کہ وہ جس کی کفالت کرتا ہے اس کا خرچہ بند کردے ۔ صحیح مسلم حدیث نمبر (245) ۔

انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(یقینا اللہ تعالی ہر ذمہ دار سے اس کی رعایا کے بارہ میں سوال کرے گا کہ آیا اس نے ان کی حفاظت کی یا اسے ضائع کردیا ، حتی کہ مرد سے اس کے گھروالوں کے بارہ میں بھی سوال ہوگا) صحیح ابن حبان ، اوراسے صحیح الجامع میں حسن کہا ہے دیکھیں صحیح الجامع حدیث نمبر (1774) ۔

اورابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں ہے :

وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :

(اللہ تعالی کی قسم ، تم میں سے کوئی ایک صبح جنگل میں جاکر لکڑیاں کاٹے اوراسے اپنی پیٹھ پر اٹھا کربیچے اوراس کے ساتھ غنا حاصل کرے اوراس میں سے صدقہ وخیرات کرے اس کے سوال کرنے سے بہتر ہے کہ وہ کسی مرد سے مانگے تواوروہ اسے دے یہ نہ دے ، اوریہ اس لیے کہ یقینا اوپروالا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے ، اورجوآپ کی عیالت میں ہیں اس سے شروع کر) صحیح مسلم (96/3) ۔

اورایک روایت میں ہے کہ :

آپ سے کہا گیا : اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری عیالت میں کون ہیں ؟

تورسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا : تیری بیوی تیرے عیال میں شامل ہے ۔ مسند احمد (524/2) ۔

اہل علم کے اجماع کی دلیل :

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی المغنی (564/7) میں کہتے ہیں :

خاوندوں پر جب وہ بالغ ہوں توان کی بیویوں کے نان ونفقہ کے وجوب پر اہل علم کا اتفاق ہے ، صرف نافرمان بیوی کا نہیں ، اسے ابن منذر وغیرہ نے ذکر کیا ہے ۔

سابقہ نصوص شرعیہ اس پر دلالت کرتیں ہیں کہ آدمی پر اس کے گھروالوں کا نان ونفقہ اوران کی ضروریات ومصالح پوری کرنا اوران کا خیال رکھنا واجب ہے ، اوراس کا بہت ساری احادیث نبویہ میں بھی ثبوت ملتا ہے ، جواس فضیلت کو بیان کرتی ہیں اوریہ کہ ایسا کرنا اللہ تعالی کے ہاں اعمال صالحہ میں شمار ہوتا ہے ۔

جیسا کہ ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالی کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(جب مسلمان اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے اوروہ اس میں اجروثواب کی نیت رکھے تووہ اس کے لیے صدقہ بن جاتا ہے) صحیح بخاری (136/1) ۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی فتح الباری میں اس کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں :

بالاجماع اہل وعیال کانان ونفقہ مرد پرواجب ہے، شارع نے اسے صدقہ صرف اس لیے کہا ہے کہ واجب کی ادائیگی سے کہیں وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ اس میں اجروثواب ہی نہیں، اورصدقہ میں توانہیں اجروثواب کا علم ہے ہی، تواس لیے انہیں یہ بتایا کہ ان کےلیے صدقہ ہے تاکہ وہ اسےاپنے اہل وعیال کے علاوہ کہیں اورنہ دیتے پھریں لیکن اگرجب انہیں کافی ہوجائے توپھروہ باہربھی صدقہ نکال سکتے ہیں، تواس میں انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واجبی صدقہ کونفلی صدقہ پرمقدم کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ اھ فتح الباری (498/9)۔

سعد بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا:

(توجوبھی اپنے اہل وعیال پرخرچ کرے اورنان ونفقہ دے تجھے اس پراجردیا جائے گا، حتی کہ وہ لقمہ جوتواپنی بیوی کے منہ میں ڈالے اس پربھی اجروثواب ملے گا) صحیح بخاری (3/164) صحیح مسلم حدیث نمبر (1628)۔

اورابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ایک دینارتووہ ہے جوتواللہ تعالی کے راستے میں خرچ کرے، اورایک دینار وہ ہے جوتونے غلام آزاد کرنے میں خرچ کیا، اورایک دینار وہ ہے جوتونے کسی مسکین پرصدقہ کیا، اورایک دینار وہ ہے جوتونےاپنے اہل وعیال پرخرچ کیا، ان میں سب سے زیادہ اجروثواب والا دینار وہ ہے جسے تونےاپنے اہل وعیال پرخرچ کیا) صحیح مسلم (692/2)۔

اورکعب بن عجرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں کچھ اس طرح وارد ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک آدمی گزرا توصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اس کی چستی ونشاط اورقوت دیکھی توانہیں بہت پسند آئی تووہ کہنےلگے کاش یہ فی سبیل اللہ ہوتی؟

تورسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانےلگے:

(اگرتویہ اپنےچھوٹے چھوٹے بچوں کی روزی تلاش کرنے نکلا ہے تویہ فی سبیل اللہ ہے،، اوراگریہ اپنے بوڑھے والدین کی خدمت کرنے کےلیے نکلا ہے توپھر بھی فی سبیل اللہ ہے، اوراگریہ اپنی عفت وعصمت کےلیے نکلا ہے توپھربھی یہ فی سبیل اللہ ہے، اوراگریہ ریاء کاری اورفخرکرنے کےلیے نکلا ہے تویہ شیطان کے راستے میں ہے) اسے طبرانی نے روایت کیا ہے دیکھیں صحیح الجامع (8/2)۔

سلف رحمہ اللہ تعالی نے اس واجب کوصحیح سمجھا تھا جیسا کہ حق ہوتا ہے، جوکہ ان کی عبارتوں میں بھی ظاہر ہوتا ہے، امام ربانی عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالی نے کیا ہی خوب کہا ہے:

اس کے علاوہ کمائی خرچ کرنے کا کوئی موقع ہی نہیں حتی کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی۔ دیکھیں السیر (399/8)۔

اوردوسری جانب آپ کی بیوی کویہ علم ہونا چاہیے کہ خاوند پرخرچ اورنان ونفقہ تواسی حساب سے جتنی اس کی طاقت ہواورمالی امکانیات کے مطابق ہی ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالی کا بھی فرمان ہے:

اورکشادگی والے کواپنی کشادگی میں سے خرچ کرنا چاہیے، اورجس پراس کی روزي تنگ کردی گئی ہووہ اللہ تعالی کے دیے ہوئے میں سے خرچ کرے، کسی بھی نفس کواس کی دی گئی قوت سے زیادہ مکلف نہیں کیا جاتا، عنقریب اللہ تعالی مشکل کے بعد آسانی پیدا فرما دے گا۔

تواس لیے بیوی کویہ حق حاصل نہیں کہ وہ مطالبات میں کثرت کرکےاپنے خاوند کے معاملات میں مشکلات اوردشواری پیدا کرے، اوراس پرخرچہ کرنے میں تنگ کرے، کیونکہ ایسا کرنا حسن معاشرت نہیں۔

اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جب آپ بیوی کی جائز طلبات کو تسلیم کرتے ہوئے معقول مطالبات مان لیں اور بیوی کو آپ بغیر احسان جتلاتے ہوئے بغیر ایذاء دیتے ہوئے یہ یاددہانی کرائیں کہ آپ نے اس کی کتنی طلبات پوری کی ہیں جب اس میں اس کی طاقت تھی ، وہ انہیں کتنی جلدی پوری کرتا رہا ہے ، اور آپ بیوی کو اس پر راضی کریں کہ جب طاقت ہوگی تو پھر ایسا ہی ہوگا لیکن ابھی وہ مزید مطالبات سے رک جائے ۔

اور اسی طرح اس سے بڑے نرم لہجے میں بغیر کسی لڑائی اور غصہ کے گفتگو کریں اور اسے سمجھائیں کہ جو کچھ وہ مانگ رہی ہے وہ باقی خرچہ پر اثرانداز ہوگا مثلا گھر کے کرایہ وغیرہ پر اگر وہ نہیں مانگے گی تو یہ سب خرچے آسان ہوجائیں گے اس طرح کی بات کرکے ممکن ہے آپ اسے کچھ مطالبات میں کمی کرنے پر راضی کرسکیں ۔

آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ مالی کمی اس وقت جاتی رہتی ہے جب کوئی اچھی بات اور اچھے وعدے کیے جائیں ، اور پھر جب اللہ تعالی نے اپنی کتاب عزیز میں رشتہ داروں اور اقرباء کو مال دینے اور ان سے صلہ رحمی کرنے کا ذکر کیا تو اللہ تعالی نے اس انسان کے تصرف کے بارہ میں بھی ذکر کیا جس کے پاس رشتہ داروں کو دینے کے لیے مال نہ ہو ۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اور اگر تجھے ان سے اپنے رب کی جستجو میں جس کی تو امید رکھتا ہے منہ موڑنا پڑے تو بھی تجھے چاہیے کہ انہیں نرمی اور عمدگی سے سمجھا دیں الاسراء (28) ۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں :

اللہ تعالی کا یہ فرمان :

اور اگر تجھے ان سے اپنے رب کی رحمت جس کی تو امید رکھتا ہے کی وجہ سے منہ موڑنا پڑے

یعنی جب آپ کے رشتہ دار اور جنہیں ہم نے دینے کا حکم دیا ہے آپ سے مانگے اور آپ کے پاس کچھ نہ ہو اور آپ ان سے نفقہ نہ ہونے کی بنا پر منہ پھیر لیں تو پھر تو بھی تجھے چاہیے کہ انہیں نرمی اور عمدگی سے سمجھا دیں یعنی آپ ان سے بڑے نرم انداز اور سہولت سے وعدہ کرلیں کہ جب آپ کے پاس اللہ تعالی کا رزق آئے گا تو ہم آپ کو ان شاء اللہ دیں گے ۔

آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ حسن خلق اور اچھا معاملہ اس سب قسم کی تنگی کو جس میں آپ ہیں ختم کردے گا ، اس لیے آپ صبر و تحمل اور اچھے انداز سے معاملات کو چلائیں اور اس کے ساتھ ساتھ بیوی کو نصیحت کرتے رہیں اور دعوت دیتے رہیں ۔

اور اگر اس کے باوجود بھی معیشت اور زندگی میں تنگی اور خرابی ہو اور آپ دونوں کے مابین حالت اس سے بھی زیادہ خراب ہوجائے حتی کہ بالکل بند راستے پر پہنچ جائے اور برائی کو ختم کرنے میں آپ کی کوششیں کامیاب نہ ہوں اور آپ دونوں اکٹھے نہ رہ سکنے کی طاقت رکھتے ہوں تو پھر ایسی حالت میں طلاق مشروع ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایسی حالت میں طلاق ہی دونوں فریقوں کے لیے بہتر ہو جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے :

اور اگر وہ دونوں علیحدہ ہوجائیں تو اللہ تعالی اپنی وسعت سے ہر ایک غنی کردے گا اور اللہ تعالی بڑی وسعت والا جاننے والا ہے ۔

واللہ اعلم .

الشیخ محمد صالح المنجد

3054